قتل اور خودکشی، اسلام اور بدھ مت: تقابلی مطالعہ

Killing and Suicide: Islam and Buddhism, a Comparative Study

محمد سلیمان ناصر*

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ

ABSTRACT:

The sanctity of human life is the core issue in almost all religions of the world. In the present world scenario, human beings are suffering a lot. Human life is at risk. The most important and precious figure in society is human beings as it is the greatest creature of Almighty Allah. Buddhism and Islam both emphasize the sanctity of human life. The stress laid by the teaching of Islam on the sanctity and respect of human life can be understood by the fact that Islam does not allow the killing of people who are not physically involved in the war. Islam also against suicide. Similarly, the teaching of Buddha has emphasized the holiness and sanctity of human life. According to the philosophy of non-violence in Buddhism (Ahimsa), Killing of human beings is far from Buddhist's creed even they are against the killing of insects. In Buddhism, "The nonviolence is one of the five precepts of Dhamma, which form the right action, right views and right-thinking on Eightfold Path. This article focuses on the teaching of Buddhism and Islam, a comparative study regarding killing and suicide as these topics are closely related to the sanctity of human life.

Keywords: Killing, Suicide, Buddhism, Islam. comparative study.

اس کائنات کے اول انسان اور نبی حضرت آدمؑ کے بعد دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام آئے سبھی کے یہاں انسانی جان کے احترام کا عقیدہ وتصور موجود تھا کیونکہ انسان کی جان لینا رب العالمین کا حق ہے۔ اس حق کو اپنے ہاتھ میں لینا اللہ کے اختیارات میں مداخلت، بغاوت اور باعث گناہ وعذاب ہے۔ انسانی تمدن کی بنیاد جن قوانین پر قائم ہے اس میں اولین جان کے احترام کو دیا گیا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی شریعتیں اور مہذب قانون موجود ہیں ان میں احترام زندگی کا قانون ضرور موجود ہے۔ اسلام ایک الہامی مذہب ہے جبکہ بدھ مت ایک غیر الہامی مذہب ہے۔ دونوں مذاہب میں انسانی جان سے متعلق تعلیمات بیان ہوئی ہیں۔ قتل سے مراد، مار ڈالنا، موت کے گھاٹ اتارنا، ختم کرنا۔[1] اس کے لئے الاحمر کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔[2] یہ لفظ دو بڑے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یعنی جرم قتل کا ارتکاب اور کسی جرم کی پاداش میں موت کی سزا۔[3] علامہ جرجانی نے قتل کی یہ تعریف کی ہے:

"ھو فعل یحصل بہ زُھُوق الرّوح۔"[4] یعنی کسی کا ایسا فعل جس سے کسی کی روح اس کے بدن سے الگ ہو جائے یعنی وہ مر جائے۔

بدھ مت کی تعلیمات میں انسانی جان کی حرمت اور تقدس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ بدھ مت میں پہلا تاکیدی حکم یہ ہے کہ:

*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Gomal University, D.I.Khan
Email: msuln2222@gmail.com
Professor, Department of Islamic Studies, Gomal University, D.I.Khan.

"کسی جاندار کو قتل نہ کرو۔[5] "Panatipata veramani sikkhapadam samadiyami"

بدھ مت کے فلسفہ اہنسا کے مطابق کسی انسان کا قتل تو دور کی بات ہے، بدھ مت کیڑے مکوڑوں کو مارنے کی بھی ممانعت کرتا ہے اور ہر صورت میں پُرامن رہنے کا درس دیتا ہے۔ بدھ مت عدم تشدد کا حامی مذہب ہے۔ اس میں ہر جاندار چیز کو معصوم قرار دے کر انسان سے لے کر چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں کی عصمت کا خیال رکھنے کی تاکید موجود ہے اور اس پر کسی حال میں بھی تجاوز نہیں کیا جاسکتا۔ مہاتما بدھ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ کسی جاندار کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے چنانچہ ایذاء راسانی سے اجتناب کی بدولت گوشت خوری کم ہوئی اور برہمنوں کی بنائی ہوئی قربانیاں موقوف ہوئیں۔ گوتم بدھ کے قول کے مطابق: "جو بِھکشو عمداً کسی جاندار کو اس کی زندگی سے محروم کرے گا تو وہ اس حکم کے تحت ناقابل معافی جرم کا مرتکب ہوا ہے اور اس کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں"[6]۔ بدھ مت کی تعلیم کے مطابق بِھکشو پر برسات کے تین مہینوں میں گوشۂ عزلت سے باہر نہیں نکلنے پر پابندی عائد کرتا ہے تاکہ زمین پر چلنے والے کیڑے مکوڑے کچلے نہ جائیں۔[7]

بدھ مت میں عدم تشدد اور جنگ سے دوری کی اہم وجہ یہ ہے کہ بدھ مت کو چونکہ دنیا اور اس کے معاملات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لہذا قدرتی طور پر انہیں جنگ سے بھی اجتناب ہے۔ اس نے اہنسا کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ ترک دنیا اور رہبانیت کی زندگی میں جنگ وجدل کا کوئی کام نہیں اور نروان حاصل کرنے کے لئے جو ان کا نصب العین ہے اُس تک پہنچنے کے لئے انہیں کسی تلوار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بدھ مت کے ماننے والے اکثر لوگ جنگ کے اس لئے خلاف ہیں کہ یہ ان کے پہلے اصول "کسی جاندار کو قتل نہ کرو" کو توڑتا ہے یہ اہنسا کے اصول کے بھی خلاف ہے جو بدھ مت کے پیروکاروں کو عدم تشدد کا درس دیتا ہے اور تمام جانداروں کے ساتھ امن اور اچھے برتاؤ کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جنگ کا سبب بننے والی چیزوں میں لالچ اور نفرت دو ایسی رذائل اخلاق ہیں جن کی موجودگی میں نروان کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے۔ گوتم بدھ کے اقوال بھی اس بات پر دال ہیں کہ وہ بھی جنگ کے مخالف تھے جیسا کہ دھماپد میں ہے کہ:

Sabbe trsanti dandassa. Sabbe bhayanti maccuno.
Sabbesam jivitam piyam. Attanam upanman katva.[8]

"سب لوگ تشدد سے ڈرتے ہیں جب کبھی انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام جاندار حرمت کے قابل ہیں۔ تمام جانداروں کو اپنی زندگی عزیز ہے۔ جس طرح ہر ایک کو اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے اس طرح دوسرے لوگ بھی اپنی زندگی عزیز رکھتے ہیں۔"

مذکورہ الفاظ گوتم بدھ نے اس وقت کہے جب ایک دفعہ ایک عبادت گاہ کی تعمیر کے سلسلے میں بھکشوؤں کے دو گروہوں کے درمیان جھگڑا ہوا جس کی وجہ سے چھ بھکشوؤں نے مخالف سولہ بھکشوؤں پر حملہ دیا[9]، تو گوتم بدھ نے انہیں تشدد سے منع کیا۔

قتل اور اسلامی تعلیمات:

اسلام کی تعلیمات کا منبع اللہ کی آخری کتاب، قرآن مجید اور آپ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی شخص کسی کی جان پامال یا آبرو پر حملہ کرے بلکہ اسلام نے نہایت سختی سے اس کی ممانعت کی ہے اور اسے گھناؤنا جرم قرار دیا ہے۔ اسلام میں عدم تشدد کی بنیاد حضرت محمد ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی ہے۔ اسلام کا مزاج تکریم انسانیت نفع بخشی اور پیغام رسانی ہے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ انسانی جان کے احترام کی مختلف پیرائیوں میں نہایت دلنشین انداز میں تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن میں ہے ہابیل نے بھائی کے اسے قتل کر

دینے کی دھمکی پر جواباً کہا: قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ۔[10]

ترجمہ: اللہ متقیوں ہی کی نذر قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ آخر کار اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل اس کے لیے آسان کر دیا اور وہ اسے مار کر ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں جتنی تاکید کے ساتھ انسان کے قتل کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے کسی اور چیز کو اتنی شدومد کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے۔ قرآن وحدیث میں کسی انسان کو ناحق قتل کرنے پر ایسی سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں جو کسی اور جرم پر بیان نہیں ہوئیں۔ ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۔[11]

ترجمہ: اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔[12]

ترجمہ: اسی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے جب کہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلے لینے کیلئے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔

غرضیکہ اللہ تعالی نے ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی شروعات کے طور پر کسی ایک بھی آدمی کو قتل کر دے تو وہ اتنا بڑا مجرم ہے کہ گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے انسان کے قتل کا دروازہ کھولا۔ تکریم آدمیت اور احترام بشریت پر قرآن مجید جتنی تاکید کرتا ہوا نظر آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کے نزول کا مقصد ہی انسانی شرف وعظمت کی بحالی ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں بھی انسانی جان کی حرمت کے بارے میں بہت تاکید آئی ہے۔ حدیث شریف کے مطابق ایک شخص کا قتل پوری دنیا کے ناپید ہو جانے سے ہلکا واقعہ ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا جَمِيْعًا أَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ سَفْكِ دَمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ.[13]

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری کائنات کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتل ناحق سے ہلکا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بے گناہوں کا خون بہانا بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ کسی کو قتل کرنا انسانیت پر زیادتی، قاتل و مقتول کیلئے ظلم اور زمین میں فساد کا باعث ہے۔ قتل کی وجہ سے قاتل کیساتھ ساتھ معاشرے کو بھی دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ قتل بدترین جرم،

اور قاتل بدترین مجرم ہے اور اس میں معافی کی گنجائش نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لن يزال المؤمن في فسحة من دينه ، ما لم يصب دما حراما [14]۔یعنی مسلمان کو اپنے دین کے معاملے میں اس وقت تک (معافی کی) گنجائش رہتی ہے جب تک وہ حرام طریقے سے کسی کا خون نہ بہائے۔

حرمت جان کی اہمیت کے باعث اللہ تعالی سب سے پہلے انہی کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أول ما يقضى بين الناس في الدماء [15]" قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا"۔

حجۃ الوداع کے موقع پر انسانی جان ومال کے تلف کرنے اور قتل وغارت گری کی خرابی وممانعت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ. أَلَا، هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا : نَعَمْ. قَالَ : اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ، فَلاَ تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔[16]

ترجمہ: بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے اُس دن تک جب تم اپنے رب سے ملوگے۔ سنو! کیا میں نے تم تک (اپنے رب کا) پیغام پہنچا دیا؟ لوگ عرض گزار ہوئے: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ اب چاہیے کہ (تم میں سے ہر) موجود شخص اِسے غائب تک پہنچا دے کیونکہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جن تک بات پہنچائی جائے تو وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں، اور سنو میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کر کے کافر نہ ہو جانا۔

الفاظ کا یہ عموم واضح کرتا ہے کہ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ:

مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔[17]

ترجمہ: جس نے کسی ذمی معاہد کو ہلاک کیا، اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہو گی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک محسوس کی جائے گی۔

اسلامی تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری پڑی ہے جن میں ذمی اور معاہدین کے جان ومال کا لحاظ رکھا گیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مسلمان نے کسی ذمی شخص کو قتل کر دیا، اس کا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار میں ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے بدلے میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دے دیا" [18]۔ اس طرح قبیلہ بکر کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے لکھ بھیجا کہ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے چنانچہ وہ شخص مقتول کے وارث کو جس کا نام حنین تھا حوالے کیا گیا اور اس نے اس کو قتل کر ڈالا [19]۔ ان دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم کو کسی صورت میں بھی ناحق کوئی تکلیف پہنچانا جائز نہیں ہے، نہ اس کی عزت ومال پر دست درازی جائز ہے اور نہ ناحق اس کی جان لی جا سکتی ہے۔

ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کی تعلیمات انبیائی مشن کی تکمیل ہیں۔ چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ نے نہ صرف انسانوں کے حقوق بتائے بلکہ جانور اور دوسری مخلوقات کے بھی حقوق بتائے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی آپ نے جانوروں کے متعلق بتایا

کہ انہیں پیٹ بھر کر کھلایا جائے۔ ان پر زیادہ سختی نہ کی جائے ان پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ انہیں بھوکا پیاسا نہ رکھا جائے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عذبت امرأة في هرة سجنتها حتى ماتت، فدخلت فيها النار۔ لا هي أطعمتها ولا سقتها إذ حبستها، ولا هي تركتها تأكل من خشاش الأرض۔[20]

ترجمہ: ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا۔ وہ بلی بندھے بندھے مر گئی۔ اس کے سبب وہ عورت عذاب کے مستحق گردانی گئی اور جہنم میں ڈال دی گئی۔ اس عورت نے دوران قید نہ اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر زندہ رہ لیتی۔

قتل کی سنگینی کے باعث اسلام نے اسلحہ کے ذریعے مذاق، اور اسلحہ کیساتھ کسی معصوم کی طرف اشارے سے بھی منع فرما دیا، چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ[21]۔ یعنی جو شخص اپنے بھائی کی طرف خنجر سے بھی اشارہ کرے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، چاہے وہ اسکا سگا بھائی کیوں نہ ہو۔

خود کشی:

خود کشی کے لغوی معنی ہیں اپنے آپ کو ہلاک کرنا۔[22]۔ اردو انسائیکلوپیڈیا میں خود کشی کے یہ معنی بیان ہوئے ہیں: کسی شخص کا اپنے آپ کو قصداً اور غیر قدرتی طریق پر ہلاک کرنے کا عمل[23]۔ اسی طرح کسی شخص کا ارادتاً اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا یا خطرے کی صورت میں اپنی زندگی کی حفاظت نہ کرنا بھی خود کشی ہے۔

بدھ مت میں خود کشی:

بدھ مت میں خود کشی کو برا خیال نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس میں سَتی کا رد کیا گیا ہے غیر طبعی موت "مذہبی رجحان کے تحت باعث سعادت اور قربانی سمجھی جاتی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن میں میرن لین ہیرن نے لکھا ہے کہ "بدھ مت میں مذہباً دماغ اور جسم کو کمزور کرنے والی ہر چیز منع تھی لیکن "ابھوجنا" یعنی بھوکا رہ کر مرن بھرت پر کاربند رہنا ضروری تھا"[24] وہ لکھتے ہیں کہ:

"Only *arhats* (those who have attained enlightenment) are allowed in specific exceptional circumstances to take their own lives.[25]

"وہ بھکشو جو نروان حاصل کر چکا ہیں وہ خود کشی کر سکتا ہے لیکن یہ استثنائی صورت حال ہے۔"

بدھ مت کے ماننے والے چینی سر پر تیل ڈال کر آگ لگا لیتے تھے لیکن بھارت میں رہنے والے بدھ مت غیر طبعی موت کے قائل نہیں[26]۔ بدھ مت میں خود کشی کو برا نہیں سمجھا گیا بدھ مت ایسا مذہب ہے جہاں ایسی اموات کی حوصلہ شکنی کے بجائے اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ چنانچہ ان میں تین قسم کی اموات عام ہیں۔ 1۔ ہتک عزت، 2۔ محبت میں ناکامی، 3۔ کاروبار میں نقصان[27]۔ قدیم ہندوستانی بدھ مت میں عموماً خود کشی سے منع کیا گیا ہے لیکن وہ بدھ بھکشو جنہیں نروان حاصل کرنے کی وجہ سے احترام سے دیکھا جاتا ہے وہ خود کشی کر سکتے ہیں۔ بدھ مت کی کہانیوں میں کچھ ایسے بھکشوؤں کا ذکر ہے جنہوں نے گیان حاصل کرنے کے دوران خود کشی کی کوشش کی لیکن انہیں گیان حاصل ہو گیا سِہا(Siha) نے سات سال انتظار کیا آخر کا اسے روشنی نظر آئی ورنہ وہ طبعی موت کو گلے لگانے والی تھی۔ بدھ مت کے اکثر لوگ خود کشی کے قائل نہیں ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ "کرما" کے خلاف ہے اور نروان کے حصول میں رکاوٹ ہے"[28]۔ چنوویدا سُترا (Channovàda–

sutra) میں ایک بھگشو کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے خودکشی کی[29]۔ تھراویدا فرقے کے مطابق خودکشی جائز نہیں۔ وہ اسے پہلے حکم (یعنی کسی کو قتل نہ کرو) کی حکم عدولی سمجھتے ہیں اور اسے قتل جیسا سمجھتے ہیں اس کے علاوہ وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ خودکشی کرنے سے اس شخص کی پریشانیاں دور نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ اگلے جنم میں اسے ایسی ہی یا اس سے زیادہ گھمبیر مسائل اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جسے بدھ مت میں "کرما" کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد پھر جنم لیتا ہے۔ گوتم بدھ کے مطابق ہم ماضی میں کی گئی غلطیوں کا خمیازہ حال میں بھگتے ہیں اور حال میں جو کام کر جاتے ہیں اسکی سزا یا جزا ہمیں مستقبل یا دوسری زندگی میں ہو کر ملتی ہے۔ ماہنایہ فرقے کے لوگ دھرم کی خاطر خودکشی کو برا نہیں سمجھتے ہیں۔ لوٹس سوترا (Lotus Sutra) اور اسی طرح دوسری ماہنایہ کتابوں میں اپنے آپ کو جلانا ایک عظیم قربانی ہے۔ بدھ مت میں دوسروں کو بچانے کیلئے خودکشی کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ بدھستوا کی افسانوی کہانیوں میں یہ بیان ہے کہ کس طرح بدھستوا نے اپنی جان کی قربانی دے کر دوسروں کو بچایا، لہٰذا وہ خودکشی کو جائز سمجھتے ہیں۔

اسلام میں خودکشی:

اسلام میں خودکشی کو بھی بڑی سختی کیساتھ حرام قرار دیا، اسی لئے خودکشی کرنے والے کو جہنمی قرار دیا چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ حادثاتی اموات خواہ ان کے محرکات دیدہ دانستہ ہوں یا قتل ہو یا خودکشی ہو، ان سب معیوب افعال کے حامل افراد حرام موت مرتے ہیں۔ جن کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بہت بڑے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ جس طرح کسی دوسرے شخص کو موت کے گھاٹ اتارنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے، اُسی طرح اپنی زندگی کو ختم کرنا یا اسے بلاوجہ تلف کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ فعل ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَلاَ تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوَاْ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔[30]

ترجمہ: اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور صاحبانِ اِحسان بنو، بے شک اللہ اِحسان والوں سے محبت فرماتا ہے۔

امام بغوی نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 30 کی تفسیر کے ذیل میں سورۃ البقرۃ کی مذکورہ آیت نمبر 195 بیان کر کے لکھا ہے:

وقيل: أراد به قتل المسلم نفسه[31] "اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کسی مسلمان کا خودکشی کرنا ہے۔'

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا[32]۔

ترجمہ: اپنی جانوں کا قتل مت کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نہایت رحم کرنے والا ہے، اور جو کوئی ظلم وزیادتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا، ہم اسے آگ میں ڈالیں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ کیلئے نہایت آسان ہے۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: يدل على النهي عن قتل غيره وعن قتل نفسه بالباطل۔[33]

ترجمہ: یہ آیت مبارکہ کسی شخص کو ناحق قتل کرنے اور خودکشی کرنے کی ممانعت پر دلیل شرعی کا حکم رکھتی ہے۔

احادیث مبارکہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے خودکشی کے مرتکب شخص کو دُہرے عذاب کی وعید سنائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ، فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا۔[34]

ترجمہ: جس کسی نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسی طرح گرتا ہے رہے گا۔ جس کسی نے زہر پی کر خودکشی کر لی زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے دھار والی چیز مار کر خودکشی کر لی تو وہ دھار دار آلہ اس کے ہاتھ میں ہو گا جس سے وہ جہنم کی آگ میں مسلسل اپنا پیٹ چاک کرتا رہے گا۔

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ[35].

ترجمہ: حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی بھی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں (ہمیشہ) اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جاتا رہے گا۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کے کلمات جن میں حضور نبی اکرم ﷺ نے خودکشی کے عمل کو دوزخ میں بھی جاری رکھنے کا اشارہ فرمایا ہے۔ دراصل اس فعلِ حرام کی انتہائی سنگینی کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی بہت سے ناجائز اُمور کی سزا تو جہنم ہو گی مگر خودکشی کے مرتکب کو بار بار اس تکلیف کے عمل سے گزارا جائے گا۔ خودکشی کس قدر سنگین جرم ہے اس کا اندازہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کے اِس عمل مبارک سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سراپا رحمت ہونے کے باوجود خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی حالانکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے بدترین دشمنوں کے لیے بھی دعا فرمائی، اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح حکم نہیں آ گیا کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی انکار نہیں فرمایا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی الله عنه قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔[36]

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو نیزے سے ہلاک کر لیا تھا، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا جس نے تیز ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی[37]۔ دورانِ جہاد بھی خودکشی کرنے والا جہنمی ہے۔ حضرت ابو ھریرۃؓ سے روایت ہے کہ:

شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ: هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ، قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا، فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ. فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ، الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ آنِفًا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا، وَقَدْ مَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِلَى النَّارِ. فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا، فَنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ[38]۔

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں تھے، ہم لوگوں میں ایک شخص تھا جس کا شمار مسلمانوں میں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو آج بہت بہادری سے لڑا اور اب وہ مر چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوزخ میں گیا۔ بعض صحابہ کرام (رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تہ تک نہ پہنچ سکے اور) قریب تھا کہ وہ شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے۔ اتنے میں کسی شخص نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص ابھی مرا نہیں تھا لیکن بہت زخمی تھا، رات کے آخری حصہ

میں وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کر سکا تو اس نے خود کشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو بلوا کر لوگوں میں اعلان کروایا کہ جنت میں صرف مسلمان جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسقوں کے ذریعے بھی تقویت دیتا رہتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں خود کشی قطعاً حرام ہے اس کے لیے کسی بھی توجیہہ کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ درحقیقت انسان کا اپنا جسم اور زندگی اس کی ذاتی ملکیت اور کسبی نہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ امانت ہیں۔ زندگی اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے جو بقیہ تمام نعمتوں کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے جسم و جاں کے تحفظ کا حکم دیتے ہوئے تمام افرادِ معاشرہ کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ وہ بہر صورت زندگی کی حفاظت کریں۔ اسلام نے ان اسباب اور موانعات کے تدارک پر مبنی تعلیمات بھی اسی لیے دی ہیں تا کہ انسانی زندگی پوری حفاظت و توانائی کے ساتھ کارخانہِ قدرت کے لیے کار آمد رہے۔ یہی وجہ ہے اسلام نے خود کشی کو حرام قرار دیا ہے اسلام کسی انسان کو خود اپنی جان تلف کرنے کی ہر گز اجازت نہیں دیتا۔

حوالہ جات

[1] فیروز الدین، مولوی، فیروزاللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص949، عصمت ابو سلیم، "المنجد" عربی/اردو، مکتبہ دانیال، لاہور

[2] بلیاوی، عبد الحفیظ، مولانا، "مصباح اللغات"، ناشران اسلامی کتب، لاہور، دسمبر، 1988ء

[3] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج16، دانش گاہ، پنجاب لاہور، ص267

[4] جرجانی، علی بن محمد السید الشریف، علامہ، "معجم التعریفات"، دار الفضیلۃ للنشر والتوازیع والتصدیر، قاہرہ، 1403ھ، ص144

[5] Vinaya" texts ,vol.1,p-211

[6] Vinaya" texts ,vol.1,p-46

[7] Vinaya" texts ,vol.1,p-293-301

[8] John Ross Cater & Mahinda Palihawanda,"Dhammapada Commentary", Oxford university Press,New York,1987,P-202

[9] Narada Thera,"The Dhammapada",Buddhist Missionary Society,kuala Lumpur,1978,p-123

[10] القرآن، 5:27-30 www.nuzool.com

[11] القرآن، 4:93

[12] القرآن، 5:32

[13] بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی ،شعب الإیمان، ج4، رقم:5344، مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، 1414ھ، ص345

[14] صحیح بخاری کتاب الدیات، رقم6862

[15] بخاري، الصحيح، كتاب الديات، باب ومن يقتل مومناً متعمداء، ج6، ص2517/مسلم، الصحيح، كتاب اقسامة والمحاربين، القصاص والديات باب المجازة بالدماء فی الاخرةوانها اولیٰ مایقضیٰ فی بین الناس یوم القیامة/نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم، رقم:3994

[16] بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، رقم:1654/مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، رقم:1679

[17]بخاري، الصحيح، كتاب الجزية، باب واثم من قتل معاهدا بغيرجرم /ابن ماجه، السنن، كتاب الديات، باب من قتل معاهدا، رقم:2686

[18]دار قطني، ابو الحسن على بن عمر بن احمد بن مهدى بن مسعود بن نعمان، السنن، رقم: 167، دار المعرفه، بيروت، 1386ھ، ص1353

[19]شبلی نعمانی، علامہ، شمس العلماء، الفاروق، دارالاشاعت اُردو بازار، کراچی، 1991ء، ج2، ص138

[20]بخاری، کتاب المساقاه، باب فضل سقى الماء، رقم2236، ج2، ص834؛ مسلم، کتاب السالم، باب تحريم قتل الهرة، ج4، رقم:2242، ص1760

[21]مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والاداب، باب عن النهى اشارة بالسلاح، ج4، رقم:2616، ص2020؛ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سوره بن موسیٰ بن ضحاك، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في اشارة المسلم الى اخيه بالسلاح، رقم:2126، بيروت، ج4، ص63

[22]فیروزاللغات، ص599

[23]اردو انسائیکلوپیڈیا، "خودکشی" قومی کونسل برائے فروغ اردو، دہلی، 1997ء، ج3، ص457ء

[24]انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن، ج14، ص126

[25]In M. Eliade (ed.)," Suicide: Buddhism and Confucianism". The Encyclopedia of Religion, vol. 14. MacMillan Publishing Company, New York. 1987

[26] سحری، انعام الرحمان، خودکشی ایک مکمل مطالعہ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1988ء، ص140-141

[27] اردو انسائیکلوپیڈیا، ج3، ص457

[28]Lidz, C. P. Appelbaum, and A. Meisel 1988. Two Models of Implementing Informed Consent. *Arch Internal Med.* 148:1385-138

[29]Damien Keown. "Buddhism and Suicide,The Case of Channa" (PDF). Journal of Buddhist Ethics 3 (1996): 19–21. Retrieved 2010-11-29

[30] البقرة،2:195

[31]بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد الفراء، معالم التنزیل، بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، 1407ھ / 1987ء، ج1، ص418

[32] النساء4:29–30

[33]رازی، فخر الدین محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تمیمی شافعی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، 1421ھ، ج10، ص57

[34]بخاري، كتاب الطب، باب شرب السم والدواء به وبمايخاف منه والخبيث، رقم5442، ج5، ص2179، مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه وإن من قتل نفسه بشيء عذب به في النار، رقم109، ج1، ص103؛ ترمذي، السنن، كتاب الطب، باب ماجاء فيمن قتل نفسه بسم أوغيره، رقم2044، ج4، ص385؛ أبوداود، السنن، كتاب الطب، باب الأدوية المكروهة، رقم3872، ج4، ص7

[35]ابو داؤد، سليمان بن اشعث بن اسحاق بن بشير بن شداد ازدى سبحستانى، السنن، كتاب الأيمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة وبملة غير الإسلام، بيروت، لبنان: دار الفكر، 1414ھ / 1994ء، رقم:3257، ج3، ص224

[36]مسلم، الصحيح، كتاب الجنائز، باب تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَهُ، رقم:978، ج2، ص672

[37]ایضاً

[38]مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه، رقم:111، ج1، ص106